ابن الہیثم

مصنّف کی حیثیت سے

احمد خان، ایم اے، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔

اس مقالے میں ابن الہیثم کی زندگی بحیثیت ایک مصنف اور علم دوست کے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی ابن الہیثم نے کیوں لکھا؟ کیا لکھا اور اب اس کی تحریرات کا وجود کہاں ہے اور کس شکل میں ہے۔ اس عظیم سائنس دان کی زندگی کا یہ گوشہ اس امر کا متقاضی تھا کہ اس پر کچھ لکھا جاتا، مگر جہاں تک ہمیں علم ہے، کسی شخص نے اس طرف پوری توجہ نہیں دی۔

تالیفی زندگی | جب کسی شخص کے علمی مقام کے بارے میں رائے قائم کرنا مقصود ہو تو سب سے پہلے جن اُمور کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے ان میں اس کا عہد بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی شخص خواہ وہ کسی علم کا حامل ہو جب تک اس کے عہد کے بارے میں پورا علم نہ ہو جائے اس کی شخصیت کما حقہٗ واضح نہیں ہو سکتی۔ اس دَور کا خیال نہ رہے تو زیرِ نظر شخص کی زندگی اچانک ایک اَنمل بے جوڑ سی زندگی نظر آتی ہے جو قاری پر صاحب موصوف کے بارے میں غلط اور بے بنیاد شبہات پیدا کر دیتی ہے۔ اسی خدشے کے پیشِ نظر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جس ماحول میں ابن الہیثم نے جنم لیا ہے اس کا کم از کم علمی اعتبار سے مختصر سا جائزہ لیا جائے تاکہ ابن الہیثم کے کارناموں کی صحیح صورت واضح ہو سکے۔

تیسری صدی ہجری کے نصف اوّل تک دنیا کی مہذب اقوام کے علوم ترجمہ ہو کر مسلمانوں میں عام ہو چکے تھے۔ یونانی علوم عقلیہ کو منتقل کرنے کے بعد علماء پر اس کے ردعمل یا موافقت کے آثار مختلف تحریکات کی شکل میں ظاہر ہو چکے تھے۔ یونانی علوم نے مسلم علماء کی افقِ نظر کو نہ صرف وسیع کر دیا تھا بلکہ وہ ان علوم کی شرح و ردّ اور ان پر اضافے بھی کر رہے تھے۔ یہ حال صرف فلسفہ تک ہی محدود نہ تھا بلکہ مسلمان جغرافیہ، ارضیات، علم ہیئت، ریاضیات، انجنیئرنگ اور دیگر مفید علوم اخذ کرنے کے بعد ان پر اپنی طرف سے گرانقدر معلومات کا اضافہ کر رہے تھے۔ سائنسی علوم

میں علماء پوری توجہ سے کام کر رہے تھے بلکہ ان علوم کی طرف حکام وقت بھی توجہ صرف کر رہے تھے۔ چنانچہ بغداد اس وقت کے علماء کا مرکز تھا۔ یہاں سے علوم و فنون کے سرچشمے پھوٹ رہے تھے۔ اسی مرکز کے قریب بصرہ میں الحسن بن الحسن بن الہیثم ۳۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔

ابن الہیثم کے والدین کی علمی خدمات کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں۔ اسی طرح ابن الہیثم کی ابتدائی زندگی بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ ابن الہیثم کے دماغ پر کن اساتذہ کی چھاپ ہے، اُسے مروج سائنسی علوم کی طرف کسی نے رغبت دلائی یا وہ از خود اس طرف متوجہ ہو گئے؟ بصرہ اتنا بڑا علمی مرکز تو نہ تھا کہ یہاں کی علمی فضا سے متاثر ہو کر ابن الہیثم اس علمی میدان کی طرف آیا ہو۔ نہ اس عہد میں وہاں سائنسی علوم کا کوئی ماہر موجود تھا جس سے متاثر ہو کر ابن الہیثم نے ان علوم کے حصول کی ٹھانی ہو۔ تاہم اتنا ضرور اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس وقت مجموعی حیثیت سے امت مسلمہ مسلسل عروج پر تھی اور اس دور میں مسلمان علماء کا ان علوم کی طرف خود بخود کھنچ آنا ایک فطری عمل تھا۔

ابن الہیثم کی زندگی کا آغاز اپنے ماحول کے علماء سے مختلف نہ تھا۔ حصولِ علم ... بغرض تفہیم علوم الاوائل کی کتابوں کی تلخیص اور مغلق مقامات کی تشریح وغیرہ کا مشغلہ عام تھا۔ اور ہر طالب علم کو اس مرحلہ سے گزرنا ہوتا تھا۔ اس طرح ارسطو، اقلیدس، جالینوس اور دیگر یونانی علماء کی مختلف کتابوں پر بے شمار شرحیں لکھی گئیں۔ ابن الہیثم نے بھی یونانی علماء کی تصانیف پر شروح لکھی ہیں۔ ان میں سب تو نہیں البتہ کچھ ابن الہیثم کے اسی ابتدائی دور کی نشانیاں ہیں۔

ابن الہیثم جب بصرہ میں تھے تو ان کے میلان طبع اور علوم و حکمت سے دلچسپی کے بارے میں ابن ابی اصیبعہ لکھتا ہے:

---

[1] یہ خوش قسمتی ہے کہ ابن الہیثم کا ایک رسالہ جو ان کی زندگی اور تصانیف پر کافی روشنی ڈالتا ہے، اس وقت تک دست برد زمانہ سے محفوظ ہے۔ یہ رسالہ صاحب طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ کو کہیں سے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس نے اسے ابن الہیثم کے حالات کے ضمن میں بعینہٖ نقل کر دیا ہے۔ ابن الہیثم کی زندگی سے متعلق معلومات کے مآخذ میں ہم نے اس رسالہ کو سرفہرست رکھا ہے۔

وکانت نفسه تمیل إلی الفضائل والحکمة والنظر فیها ویشتهی ان یتجرد عن الشواغل التی تمنعه من النظر فی العلم۔ [۲]

دوسرے لڑکوں کی طرح ابن الہیثم نے لڑکپن کھیل کود میں نہیں گزارا بلکہ وہ شروع ہی سے علم کی طرف راغب تھا۔ یہاں تک کہ وہ حصولِ علم میں پوری طرح منہمک ہو گیا اور اُس کی حالت جنونیوں کی سی ہو گئی تھی۔ [۳]

اگرچہ بصرہ میں ابن الہیثم بعض حکام کے ہاں کاتب کے عہدے پر فائز رہا تاہم یہ مشغولیت بھی اس کی طبعی خواہش ۔ طلب علم کے آڑے نہ آسکی، گو بعد میں اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس عہدے کو خیرباد کہا اور تحصیلِ علم اور تصنیف وغیرہ کے لئے آزاد ہو گیا۔ طلب علم کے لئے اس نے متعدد سفر کئے یا ہواز تو کسبِ معاش کی غرض سے گیا مگر بغداد میں حصولِ علم کی خاطر بارہا حاضر ہوا۔ [۴]

حصولِ علم میں امید و بیم کے جن مختلف مراحل سے ابن الہیثم گزرا، ان پر اس کی مندرجہ ذیل عبارت روشنی ڈال رہی ہے:

انی لم ازل منذ عہد الصبا مرتاباً فی اعتقادات الناس المختلفة وتمسک کل فرقة منهم بما تعتقده من الرأی فکنت متشککاً فی جمیعه موقناً بأن الحق واحد وإن الإختلاف فیه إنما هو من جهة السلوک، فلما کملت لإدراک الأمور العقلیة انقطعتُ الی طلب معدن الحق ووجهت رغبتی وحرصی الی ادراک ما به تنکشف تمویهات الظنون وتنقشع غیابات المتشکک المفتون وبعثت عزیمتی الی تحصیل الرأی المقرب الی الله جل ثناؤه۔ [۵]

جن اختلافات کا ذکر ابن الہیثم نے کیا ہے وہ صرف مذہبی اعتقادات تک ہی محدود نہ تھے بلکہ فلسفہ،

---

۲ - ابن ابی اصیبعہ: طبقات الاطباء - ط بیروت ۱۹۵۷ء ج ۲ ص ۱۴۹-

۳ - طبقات الاطباء - ص ۱۴۹-

۴ - الاسلام والعرب، مترجم منیر البعلبکی ط بیروت ۱۹۶۲ء ص ۲۳۸ -

۵ - طبقات الاطباء - ص ۱۵۱ -

سائنس اور دیگر علوم پر بھی مشتمل تھے۔ بچپن ہی سے ابن الہیثم ان اختلافات اور عوام کی غیر پختہ معلومات سے بے زار ہو چکا تھا، اور اپنا پورا وقت طلب علم میں صرف کرنے لگا تھا۔ اپنی زندگی کو جالینوس کی زندگی سے مماثل کرتے ہوئے لکھتا ہے؛

لستُ أعلم کیف تهیأ لی منذ صبای .... انی ازدریتُ عوام الناس واستخففت بهم، ولم ألتفت إلیهم واشتهیت ایثار الحق وطلب العلم۔ ۶

پھر وہ اس طلب علم کے لئے میدان تشکک واختلاف میں بھٹکتے پھرے اور ان پر یقین و ثبات کی راہیں گم رہیں، فرماتے ہیں؛

فخضت لذلک فی ضروب الآراء والاعتقادات وانواع علوم الدیانات۔ فلم أحظ من شیئ منها بطائل ولا عرفت منهجاً ولا إلی الرائی الیقینی مسلکاً مجدداً۔ ۷

برسوں حیرانی کے اس دور میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ؛

إننی لا أصل إلی الحق إلا من آراء یکون عندها الأمور الحسیة وصورتها الأمور العقلیة۔ ۸

اس حقیقت کے منکشف ہو جانے کے بعد انھیں یہ بھی علم ہوا کہ ارسطو نے یہ دونوں اُمور علم منطق، طبیعیات اور الٰہیات میں پوری طرح واضح کر دیئے ہیں۔ یہی فلسفہ ہے اور یہی اس کی حقیقت ۹ جب حیرانی سے نکلنے کی ایک صورت نظر آئی تو وہ علومِ فلسفہ کی طرف پوری شدت سے متوجہ ہوئے، کہتے ہیں؛

فلما تبینت ذلک افرغت وسعی فی طلب علوم الفلسفه۔ ۱۰

شاید آپ موجودہ دور میں فلسفہ کی اصطلاح سے چونک جائیں مگر اس کی تشریح خود انہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں؛

وهی ثلاثة علوم؛ ریاضیة وطبیعة وإلٰهیة۔ ۱۱

یعنی ان کے نزدیک فلسفہ علوم ریاضیات، طبیعیات اور علوم الٰہیات سے بحث کرتا ہے۔

۶۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۵۱۔ (۷) ایضاً (۸) ایضاً۔

۹۔ طبقات الاطباء ص ۲۵۲۔ (۱۰) طبقات الاطباء ص ۱۵۳ ۔ (۱۱) ایضاً۔

چنانچہ ابن الہیثم نے ان تینوں علوم کا باقاعدہ مطالعہ کیا۔ نہ صرف ان کے اصول و مبادی سے لے کر ان کی فروعات تک رسائی حاصل کی بلکہ ان کے احکام کے ہر نشیب و فراز سے مکمل واقفیت حاصل کی، دیکھئے کس طرح تیقن کے ساتھ لکھتا ہے:

فتعلقتُ من ھذہ الأمور الثلاثۃ بالاصول و المبادئ التی ملکتُ بھا فروعھا و توقلتُ بأحکامھا من حیث انخفاضھا وعلوّھا۔[۱۲]

پھر تمام عمر اپنی وسعت بھر انہی تین اُمور کی شرح، تلخیص اور اختصار میں گزار دی۔

انہوں نے زندگی بھر کا جو سرمایہ چھوڑا ہے وہ بے مقصد نہ تھا۔ ان کی زندگی دیگر اہلِ علم کی طرح بامقصد تھی۔ چنانچہ وہ اس علمی سرمایہ سے تین مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مناسب ہوگا کہ ان کے اپنے ہی کلمات میں وہ مقاصد بیان کئے جائیں، لکھتے ہیں:

و أنا ما مدّتْ لی الحیاۃ باذل جھدی فی مستفرغ قوتی فی مثل ذلک توخیاً بہ أمورا ثلاثۃ: أحدھا: افادۃ من یطلب الحق و یؤثرہ فی حیاتی و بعد مماتی۔ والآخر: إنی جعلت ذلک ارتیاضاً لی بھذہ الامور فی اثبات ما تصورہ و أتقنہ فکری من تلک العلوم۔ والثالث: انی صیرتہ ذخیرۃ وعدۃ لزمان الشیخوخۃ و أوان الھرم۔[۱۳]

یعنی وہ اپنی زندگی صرف ان تین مقاصد کے حصول کی خاطر صرف کرنا چاہتے تھے:

۱۔ تاکہ میری زندگی، میرے بعد طالب حق اور اسے ترجیح دینے والے کے لئے مفید ثابت ہو،

۲۔ یہ کچھ میں نے ان علوم کے ثابت کرنے کی سعی کی ہے جنہیں میری فکر نے سوچا اور ان میں کمال حاصل کیا۔

۳۔ اس سرمائے کو میں نے بڑھاپے میں بطور زادِ راہ تیار کیا ہے۔

انگریزی مثل ہے کہ نصیحت صاحب فہم و ذکاء کو کریں تو وہ ذہین تر ہو جائیگا۔ بالکل اسی کلیہ

۱۲۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۳۔

۱۳۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۴۔

کے مطابق ابن الہیثم نے بھی اپنی تالیفات کو عام لوگوں سے الگ رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اور انھیں صرف اعلیٰ درجہ کے عقلاء تک پہنچانے کے خواہش مند تھے جن میں ہزاروں انسانوں کی عقل ہو۔ اپنی اس خواہش کو جالینوس کے قول سے متماثل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لیس خطابی فی ھذا الکتاب لجمیع الناس بل خطابی لرجل منہم یوازی اُلوف رجال بل عشرات اُلوف رجال۔ [14]

ابن الہیثم یہ بات اس لئے نہیں کہتے تھے کہ انھیں عوام سے نفرت تھی یا وہ انھیں کالانعام سمجھتے تھے بلکہ اس لئے کہ ابن الہیثم کے نظریئے کے مطابق ادراکِ حق اکثریت کے بس کا روگ نہیں:

اِذ کان الحق لیس ھو بأن یدرکہ الکثیر من الناس لکن ھو بأن یدرکہ الفھم الفاضل منھم۔ [15]

دوسرے عبقریوں کی طرح ابن الہیثم کو بھی یہ شکایت تھی کہ زمانے نے انھیں کماحقہ نہیں سمجھا۔ نہ ان کے شایانِ شان عزت کی۔ اس بارے میں ابن الہیثم کسی حد تک حق پر ہیں اس لئے کہ جن علوم میں ابن الہیثم نے لکھا ہے اس میں ان کی حیثیت ایک پیشرو کی سی ہے۔ چنانچہ اس وقت کے عام علماء کی علمی سطح ان کے کارناموں کے سمجھنے سے کسی حد تک قاصر تھی۔ اعلیٰ ذہنی استعداد اور ہزاروں انسانوں کے برابر ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ:

لیعرفوا رتبتی فی ھذہ العلوم و یتحققوا منزلتی من ایثار الحق جلّ وعلا من طلب القربیۃ إلی اللہ فی ادراک العلوم والمعارف النفسیۃ۔ [16]

ابن الہیثم ان علوم کے ایک ہی ثمرہ سے روشناس تھے اور وہ تھا حق کا علم اور تمام امور میں عدل کا لحاظ۔ چنانچہ کہتے ہیں:

فان ثمرۃ ھذہ العلوم ھو علم الحق والعمل بالعدل فی جمیع الامور الدنیویۃ۔ [17]

اس علم دوست انسان نے اپنی ساری زندگی انہی علوم کی خدمت میں صرف کر دی۔ یہ اپنی

۱۴۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۹۔ ۱۵ - طبقات الاطباء ص ۱۵۹۔
۱۶۔ ایضاً۔ ۱۷ - ایضاً۔

گذر بسر بھی کتابت کے ذریعہ ہی قائم رکھتا تھا۔ ابن ابی اصیبعہ لکھتا ہے:

کان ینسخ فی مدۃ سنۃ ثلاثۃ کتب فی ضمن اشتغالہ وھی اقلیدس والمتوسطات و المجسطی ویستکملھا فی مدۃ السنۃ فاذا شرع فی نسخھا جاءہ من یعطیہ فیھا مائۃ و خمسین دینارا مصریۃ ...... فیجعلھا مؤنتہ لسنۃ۔ [18]

اسی مشق کتابت کے سبب اس کا خط بہت اچھا تھا۔ [19]

یہ امر ابن الہیثم کی آفاقیت اور حق پروری پر دلالت کرتا ہے کہ اس میں بے جا تعصب اور مسلمانوں کی ناحق طرفداری کا جنون نہ تھا۔ یحییٰ النحوی نے ارسطو اور دیگر علماء کے اقوال دربارۂ سماء و العالم کی محض تعصب کی بنا پر تنقیص کی تھی۔ مگر ابن الہیثم نے یحییٰ النحوی کے اقوال کو مدلل نہ پایا چنانچہ ارسطو وغیرہ کے دفاع میں یحییٰ النحوی کے رسالہ کا رد لکھا۔ [20]

ابن الہیثم عالم کی زندگی کے قائل تھے۔ جہالت کی زندگی کو بے قیمت بلکہ موت تصور کرتے تھے۔ اپنی تصانیف کے گننے کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ علوم الاوائل کا اختصار ہے۔ اس سے میرا مقصد تو ان فضلاء اور حکماء کی صف میں شمولیت تھا جو یہ کہتے ہیں:

رُبّ مَیت قد صار بالعلم حیًّا	ومبقی قد مات جھلا وغیًّا
فاقتنوا العلم کیْ تنالوا خلودًا	لا تعُدّوا البقاء فی الجھل شیًا

یعنی بہت سے مرنے والے اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں اور بہت سے زندہ جہالت و گمراہی میں رہنے کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔ لہٰذا تم علم حاصل کرو تاکہ اس سے تمہیں خلود حاصل ہو۔ اور جہالت میں پڑے رہنے کو کسی گنتی میں نہ لاؤ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایک مشہور عام واقعے کی تصحیح کر دی جائے۔ مشہور ہے کہ ابن الہیثم دریائے نیل پر بند باندھنے کے لئے اسوان پہنچا تو اُسے اس بات کا احساس ہُوا کہ وہ نیل کے پانی کو

۱۸۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۵۱ ۱۹۔ طبقات الاطباء ص ۱۴۹

۲۰۔ فی الرد علی یحیٰی النحوی وفی الرد علی أبی الحسن علی بن العباس نقضہ آراء المنجمین۔ اس طرح کا ایک اور جواب بھی دیا، فی الرد علی أبی حاتم رئیس المعتزلۃ ما تکلم بہ علی جوامع کتاب السماء والعالم لأرسطوطالیس۔

قابو میں لانے والے منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ اس نے ناکامی کا اعلان کر دیا اور نتیجۃً حاکم مصر کے سامنے خفت اُٹھانی پڑی۔

میرے خیال میں اس منصوبے کو ترک کرنے کی وجہ یہ نہ تھی بلکہ کچھ اور تھی۔ اتنا بڑا ریاضی دان جس نے کافی عرصہ پہلے یہ دعوٰے کر رکھا تھا، اپنے منصوبے میں کبھی ناکام نہیں ہو سکتا تھا نیل کے پانی سے کماحقہٗ فائدہ اُٹھانے کے لئے اس نے ایک رسالہ بھی لکھا تھا جو بعد کے علماء میں مقبول بھی رہا[۲۱]۔ اصل بات یہ ہے کہ اسوان کے قریب جہاں آج بند تعمیر ہُوا ہے ابن الہیثم بالکل اسی جگہ نیل کا پانی جمع کر کے ملک کے لئے نفع بخش بنانا چاہتا تھا۔ مگر جب وہ اس جگہ پہنچا تو یہاں کے آثار سے بیحد متاثر ہُوا۔ اس نے دیکھا:

آثار من تقدم من مساكنيه من الأمم الخالية وهي على غاية من احكام الصنعة وجودة الهندسة، وما اشتملت عليه من أشكال سماوية ومقالات هندسية وتصوير معجز[۲۲]

ان آثار کے فنی کمال اور علم کے ان خزانوں سے ابن الہیثم کو جب واقفیت ہوئی تو اسے یقین ہو گیا کہ بند باندھنے سے یہ تمام آثار ضائع ہو جائیں گے اور ساتھ ہی یہ علمی اور تاریخی خزانہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا۔ تب اس نے ان آثار کو محفوظ کرنے کے لئے یہ ترکیب نکالی کہ نیل کے پانی کو وہاں جمع کرنا ناممکن بتا دیا۔ اور اپنے ساتھ کام کرنے والے انجنیئروں کو یہ باور کرایا کہ یہ ان قدیم مصریوں کے آثار ہیں جو علم و فضل میں درجہ کمال کو پہنچ چکے تھے اور یہ مورتیاں اور تصویریں نیز تاریخی کارنامے جو یہاں کندہ ہیں ان کی عظمت کے شاہد ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ان ماہرین سے یہ منصوبہ چھپا رہتا۔ یقیناً وہ اس منصوبے سے واقف تھے مگر چونکہ اس کا پایہ تکمیل تک پہنچنا ممکن نہ تھا اس لئے انہوں نے اسے شروع ہی نہیں کیا۔ ابن الہیثم کہتے ہیں:

ان الذی یقصدہ لیس بممکن فان من تقدمہ فی الصدور الخالیۃ

۲۱۔ تتمۃ صوان الحکمۃ از بیہقی ط لاہور ۱۳۵۱ھ ص ۸۸۔ بیہقی کہتے ہیں: قد صنف کتابا فی الحیل وبیّن فیہ حیلۃ اجراء نیل مصر عند نقصانہ فی المزارع۔

۲۲۔ القفطی: اخبار الحکماء ط لائپزک ۱۹۰۴ء ص ۱۶۶۔ طبقات الاطباء ص ۱۵۰۔

لم یعزب عنھم علم ما عملہ ولو أمکن لفعلوہ ۔ [۲۳]

اور کہا کہ ہمارا یہ منصوبہ ناکام رہے گا اس لئے ہمیں اپنی طاقت ضائع نہیں کرنی چاہیئے ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ منصوبہ قابلِ عمل تھا جیسے کہ اب ہُوا ہے ۔ مگر اُس صورت میں قابلِ عمل تھا کہ یہ آثار قدیمہ بچ جاتے ، جیسے کہ اب وہاں سے بحفاظت نکال لئے گئے ہیں ۔ اس طرح ابن الہیثم نے بیش قیمت آثارِ قدیمہ کو مٹ جانے سے بچالیا ۔ اور اپنی عزت کی پروا نہ کرتے ہوئے ندامت و غضب حاکم کا نشانہ بنا ۔ اگر اس وقت ایسا اسوان بند بن جاتا تو واقعی یہ نیوبا کے بت اور ان پر بیرو غلیفی کتبے سب ختم ہو چکے ہوتے ۔

۲

طریقِ تصنیف و تالیف

جیساکہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے ، ابن الہیثم ہر وقت افادہ و استفادہ میں لگے رہتے تھے ۔ ان کی زندگی کو اس طرح تقسیم کرنا کہ کب انھوں نے تحصیلِ علم کی تکمیل کی اور کب تصنیف و تالیف میں لگے دشوار ہے ۔ شاید یہ دونوں مشاغل ساتھ ساتھ چلتے رہے ۔ مختلف کتب کی شرحیں عموماً پہلے لکھتے تھے ، پھر ان کی تلخیص اور ان پر اضافے بعد میں کرتے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ایک موضوع سے متعلق کئی کئی رسائل نظر آتے ہیں ۔ دن کا زیادہ حصہ مشغول رہتے اور کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ۔

ابن أبی اصیبعۃ کہتے ہیں :

کان کثیر الاشتغال ، کثیر التصانیف ۔ [۲۴]

سفر و حضر ہر حالت میں لکھتے رہتے تھے ۔ جہاں کہیں جاتے لوگ ان سے ان کی کتابوں کی نقلیں لینے کی درخواست کرتے ۔ چنانچہ بغداد ، اہواز اور بصرہ میں متعدد حضرات نے ابن الہیثم کے مختلف رسائل کی نقلیں لیں [۲۵] ۔ ان کتب و رسائل کا ایک اصل نسخہ وہ اپنے پاس رکھا کرتے ۔ صاف لکھی ہوئی نقلیں لوگوں کو دے دیتے تھے ۔ مگر افسوس کہ ان کی ان تالیفات کے اصل ان سے ضائع

---

۲۳ ۔ اخبار الحکماء ۔ ص ۱۶۶ ۔ طبقات الاطباء ۔ ص ۱۵۰ ۔

۲۴ ۔ طبقات الاطباء ۔ ص ۱۴۹ ۔ ۲۵ ۔ ایضاً ص ۱۵۸ ۔

ہو گئے جو اُنھوں نے قاہرہ کی طرف روانگی سے قبل لکھی تھیں۔[۲۶] انہیں ان کتب کے ضیاع کا بڑا صدمہ تھا۔ اور تمنا تھی کہ اگر عمر نے ساتھ دیا تو وہ ان رسائل کو دوبارہ لکھیں گے، مگر: قطع الشغل بأمور الدنیا وعوارض الاسفار عن نسخها۔[۲۷] اس صدمہ پر دل کو تسلی دینے کے لئے اکثر کہا کرتے: کثیرا مایعرض ذلك للعلماء۔[۲۸]

ان کے لکھنے کے کئی محرکات تھے۔ مختلف کتابوں کے اثر کے تحت یا کسی مسئلہ پر خود غور کرتے تو لکھ لیتے، کبھی کبھی ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اس کے جواب میں بھی لکھ دیتے۔ کئی بار معتزلہ، متکلمین اور مختلف علماء کے رسائل کے جواب بھی لکھے ہیں۔

۱۔ علی بن رضوان مصری (متوفی ۴۵۳ھ) جو ان کی طرح مختلف علوم کے ماہر تھے ان سے ابن الہیثم کی "المجرۃ" (کہکشاں) اور "المکان" کے مسئلے پر کافی نوک جھونک رہی۔ ایک رسالہ اسی مباحثہ پر مبنی ہے۔[۲۹]

۲۔ ابوالحسن علی بن العباس ابن فسانجس سے منجمین کے بارے میں ایک بحث ہوئی جو ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گئی۔[۳۰]

۳

تالیفات

ابن الہیثم کی تصانیف کی تعداد کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں۔ اس لئے کہ چند مقالات ابن الہیثم نے کئی کئی بار لکھے ہیں۔ اور ہر بار اس پر کچھ نہ کچھ اضافہ کر دیتے۔ بالکل اسی طرح جیسے آج کل کوئی مضمون نویس زمانہ گذرنے پر معلومات بڑھنے اور ذہنی ارتقاء کے سبب اس میں حک و اضافہ کرتا رہتا ہے۔ اور بالآخر تمام نقائص دُور کر کے آخری شکل دے دیتا ہے۔ بالکل یہی صورت ابن الہیثم کو پیش آئی۔ اس نے ابتداء میں متعدد رسائل متقدمین کی کتب کا اختصار کر کے لکھے پھر اس پر اپنی طرف سے اضافہ کیا۔ آخری عمر میں جب ذہنی ارتقاء مکمل ہو چکا تھا ان کی تکمیل کر دی۔

۲۶۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۵۸۔ (۲۷) ایضاً۔ (۲۸) ایضاً۔

۲۹۔ ایضاً ص ۱۷۳۔ (۳۰) ایضاً۔ ص ۱۵۶۔

اگر آپ ان مراحل میں لکھے جانے والے ہر رسالے کو الگ الگ شمار کریں تو اس صورت میں ابن الہیثم کی تصانیف بے شمار ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر صرف آخری اور مکمل صورت والے نسخہ کو لیں تو ابن الہیثم کی تالیفات ستر سے کچھ اوپر ہوتی ہیں۔ جو انھوں نے خود گنی ہیں۔

کسی مؤلف کی تالیفات کو گننا اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کی تالیفات الگ الگ موضوعات پر ہوں اور پھر اس کی کتابوں کے اسماء بالکل واضح اور مشہور ہوں۔ اس پیمانے پر ابن الہیثم کی تصانیف پوری نہیں اترتیں۔ اس لئے کہ انھوں نے ایک موضوع پر متعدد رسائل اور پھر کئی موضوعات پر ملی جلی کتابیں اور رسالے لکھے ہیں۔ اس وجہ سے اس کے رسائل کے اسماء میں خاصا ابہام ہے اس پر متاخرین کا ظلم مستزاد ہے جنہوں نے ان رسالوں کی نقلیں کرتے وقت اپنے طور پر ان کے جدا جدا نام رکھ لئے۔ اگر یہ رسالے اس وقت دنیا میں موجود ہوتے تو ان کے تقابلی مطالعہ کے بعد ان کے اصلی اسماء کی تحدید میں آسانی ہوتی اور اس صورت میں ان کی تعداد بھی متعین ہو جاتی۔ لیکن افسوس کہ اس وقت تک ان میں سے بہت سے رسائل نہیں مل سکے۔

ابن الہیثم نے مختلف فنون میں قلم اٹھایا اور ہر فن میں متعدد رسالے لکھ دیئے۔ اگرچہ ان کی بیشتر تالیفات صرف ارسطو، بطلیموس، جالینوس اور دیگر یونانی علماء کی تصانیف کی شروح یا تلخیصات پر مبنی ہیں، تاہم ان شروح میں ابن الہیثم کے اپنے اضافے بھی ہیں۔

ابن الہیثم کی تالیفات کے بارے میں ان کے اپنے رسالے سے، جسے ابن ابی اصیبعہ نے اپنی کتاب طبقات الاطباء میں ابن الہیثم کے مختصر حالات کے بعد بعینہٖ نقل کر دیا ہے۔ اس رسالے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن الہیثم نے ۴۱۷ھ تک جو کتابیں لکھی تھیں ان کی تعداد ستر تھی جن کی تفصیل یہ ہے:

(ا) علوم ریاضی میں ۲۵ کتابیں۔

(ب) علوم طبیعیات والٰہیات میں ۴۴ کتابیں۔

(ج) ایک رسالہ جس میں واضح کیا کہ تمام دنیاوی و دینی امور صرف علوم فلسفہ ہی کا نتیجہ ہیں۔

اس کے بعد ایک اور فہرست ہے جس میں کچھ سابقہ اور کچھ نئی کتابیں درج ہیں اور آخر میں تحریر یہ ہے:

وھذا آخر ما وجدتہ من ذالک بخط محمد بن الحسن بن الہیثم المصنف۔[۳۱]

اس کے بعد ایک اور مکمل فہرست دی گئی ہے جس میں بعض ایسی کتب بھی درج ہیں جن کے اسمار اوپر کی دو فہرستوں میں آ چکے ہیں۔

اس امر سے تو سب واقف ہیں کہ ابن الہیثم کی تصانیف کی جو فہرست قدیم ترین ماخذ سے ملی ہے وہ تین قسطوں میں انہی ابن ابی اصیبعہ نے دی ہے۔ پہلی فہرست ابن الہیثم کی اپنی تحریر کردہ ہے، دوسری کے آخر میں محمد ابن الہیثم کا بیان درج ہے اور تیسری کسی غیر کی مرتب کردہ ہے۔ اب ہم انہی تینوں فہرستوں کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔

۱ - پہلی فہرست قاہرہ میں بیٹھ کر حافظہ سے تیار کی گئی ہے، اور اس کے مرتب خود ابن الہیثم ہیں۔ یہ فہرست ابن الہیثم کی ۴۱۷ھ تک کی تالیفات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے کچھ تالیفات ضائع بھی ہو گئیں تھیں حتیٰ کہ ان کے اصل مسودے بھی ان کے پاس نہ رہے جن بیشتر کتب کی فہرست ابن الہیثم نے اس جگہ دی ہے ان کے علاوہ بھی چند رسائل تھے جن کے اسمار شاید ابن الہیثم کو اس موقع پر یاد نہ رہ سکے ہوں۔ تاہم ابن الہیثم نے اپنی تصانیف کے مشتملات بھی بتائے ہیں، جو اس کی قوتِ حافظہ پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ اندیشہ درست نہیں کہ اس کے بہت سے رسائل ضائع ہو گئے ہیں۔ ممکن ہے گنتی کی چند کتابیں اور چند رسائل ضائع ہوئے ہوں۔ پھر اہواز، بغداد اور بصرہ میں اس کا قیام بھی کتنا رہا ہے کہ اس میں بہت سی کتب ضائع ہوئیں۔ سفر پر جاتے تھے اور واپس آ جاتے تھے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ تو قاہرہ میں گزرا ہے۔

۲ - اس رسالہ کے آخر میں مندرجہ فہرست جو محمد بن الحسن کے ہاتھ سے ۴۱۹ھ تک کے مصنفات پر مشتمل ہے، درست ہے یعنی ۷۰+۲۱=۹۱ کتابیں اس وقت تک تحریر ہو چکی تھیں۔ اگرچہ ان میں چند نام مکرر بھی ہیں جو پہلے رسالوں پر اضافے کے بعد الگ لکھ دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد ابن الہیثم ۱۱ سال تک زندہ رہے۔

۳ - تیسری فہرست ۹۲ رسائل اور کچھ کتابوں پر مشتمل ہے۔ اس فہرست میں پہلی فہرستوں کی متعدد کتابوں کے نام ہیں۔ غلطیاں بھی ہیں۔ تاہم تین نام بالکل نئے ہیں جنہیں ابن الہیثم نے اپنی تالیفات کے ضمن میں کہیں بیان نہیں کیا۔ وہ ہیں "قول"، "مسئلہ" اور کسی حد تک "مقالہ"۔ یہ اس لئے کہ گزشتہ کتب و رسائل میں لفظ مقالہ بہت کم استعمال ہوا ہے۔ اس امر سے ہم اس

نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ فہرست کوئی الگ کتابوں کی فہرست نہیں بلکہ انہی سابقہ کتابوں کی فہرست ہے۔ الاّ یہ کہ اُس میں آخری گیارہ سالوں کی تصانیف کا نامکمل سا اضافہ ہوگیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثر وہ اسماء کتب ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں۔ آخری عمر میں بالعموم زیادہ کام کرنے کی طاقت نہیں رہتی۔ خود ابن الہیثم اپنے متعلق لکھتا ہے: فاذا صار (الرجل) الی سن الشیخوخة و اُوان الھرم قصرت طبیعته و عجزت قوته الناطقة مع اخلاق و فسادھا عن القیام مما کانت تقوم به من ذلک۔[۳۲]

ابن الہیثم جہاں ایک سے زائد مقالے جمع کرتا ہے اسے کتاب کا نام دے دیتا ہے، مگر اس تیسری فہرست میں اس کی مختلف کتب کے مقالے الگ الگ کر لئے گئے ہیں جن پر الگ رسالے کا اشتباہ ہوتا ہے۔ درآں حالے کہ وہ کسی کتاب کے جزو ہیں، جیسے "قول فی قسم المقدارین المختلفین المذکورین فی الشکل الاوّل من المقالة العاشرة من کتاب اقلیدس"۔ درحقیقت پہلی فہرست کی پہلی کتاب: "شرح اُصول اقلیدس فی الھندسه والعدد وتلخیصه" کا ایک مقالہ ہے۔ اسی طرح مقالہ: "فی شک فی مجسمات کتاب اقلیدس" بھی دراصل اسی شرح اصول اقلیدس فی الہندستہ کا ایک حصہ ہے۔ اور "مقاله فی حل شکوک المقالة الاولی من کتاب المجسطی یشکک فیھا لبعض اھل العلم" دراصل شرح المجسطی وتلخیصه شرحاً وتلخیصاً" کا ایک باب نظر آتا ہے۔ اصل کتاب کے بارے میں خود ابن الہیثم کا قول ملاحظہ ہو: لم اُخرج منه شئیاً الی الحساب الاّ الیسیر۔

اس بنا پر ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ پہلی دو فہرستیں تو بڑی حد تک درست ہیں۔ البتہ تیسری فہرست اگرچہ وہ ابن الہیثم کی جملہ تصانیف پر مشتمل ہے کسی علوم سائنس سے ناواقف شخص نے مرتب کی ہے۔ یہ امر ذہن میں رہے کہ تصانیف ابن الہیثم کی مکمل فہرست بنانے میں یہ شخص ناکام رہا ہے اس لئے کہ اس سے کئی کتب کے نام چھوٹ گئے ہیں۔ تاہم فہرست میں وارد نئی کتب جو پہلی دو فہرستوں میں نہیں ہیں ابن الہیثم کی گیارہ سالہ محنت کا ثمرہ شمار کی جا سکتی ہیں۔ ان کی مقدار بھی اس کے رسائل کے اعتبار سے بالکل ٹھیک بیٹھتی ہے۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پہلی اکانوے اور اس فہرست کی نئی کتابیں

۳۲۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۵۳۔

ہی ابن الہیثم کی صحیح تالیفات ہیں۔[۳۳]

ماضی قریب کے مؤرخ اسماعیل پاشا (متوفی ۱۹۲۰ء) نے اپنی کتاب ہدیۃ العارفین[۳۴] میں ابن الہیثم کی کتابوں اور رسالوں کی ایک مکمل فہرست دی ہے۔ ظاہر ہے اسماعیل پاشا کو مختلف ماخذوں سے جن کتب کا علم ہوا ہے، وہ یہاں درج کردی ہیں۔ اس فہرست میں چھوٹے بڑے رسالے اور کتب ملاکر جملہ تعداد ایک سو ستائیس (۱۲۷) تک پہنچتی ہے۔* ان کتابوں کو موجودہ زمانہ کی تقسیم کے مطابق مندرجۂ ذیل علوم میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ طبعیات: ۱۱ کتابیں	۲۔ منطق: ۱۵ کتابیں
۳۔ علم ہیئت: ۲۳ "	۴۔ ریاضیات: ۲۵ "
۵۔ فلسفہ: ۱۱ "	۶۔ جغرافیہ: ۶ "
۷۔ نفسیات: ۶ "	۸۔ سیاسیات: ۳ "
۹۔ تقسیم علوم: ۲ "	۱۰۔ طب: ۲ "
۱۱۔ حیوانیات: ۳ "	۱۲۔ ادب: ۲ "
۱۳۔ علم مساحت: ۲ "	

۱۴۔ علم حرب، فنِ خطابت، دینیات، فنِ کتابت، انجنیئرنگ اور کیمیا، ہر ایک میں ایک

۳۳۔ H. SUTER نے اپنی کتاب DIE MATHEMATIOER UND ASTRONO-MEN DER ARABER, 1900, LFIPZIG نیز انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اپنے مقالہ: 'IBNALHAITHAM' میں بھی ابنِ ابی اصیبعہ کے حوالے سے ابن الہیثم کی کتابوں کی تعداد ۲۰۰ بتائی ہے۔ اس کی نقل میں بعد میں بھی ۲۰۰ تعداد ہی لکھی جانے لگی۔ حالاں کہ وہ کسی طرح ۲۰۰ نہیں ہوتیں۔ کسی نے انھیں شمار کرنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔

۳۴۔ اسماعیل پاشا: ہدیۃ العارفین طا استنبول ۱۹۵۵ء ج ۲ ص ۶۸-۶۶۔

* یہاں ایک سو ستائیس (۱۲۷) کی تفصیل بھی پوری نہیں ہے؟ (مدیر)

ایک کتاب لکھی۔ ان کے علاوہ چھ کتابیں ایسی بھی ہیں جو ان مذکورہ بالا فنون کے تحت نہیں آتیں۔ اس فہرست سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم ابن الہیثم کی تالیفات کے شمار کرنے میں کہاں تک حقیقت کے قریب ہیں۔ ابن الہیثم کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمارا اندازہ ہے کہ ان کے بہت سے شاگرد ہوں گے لیکن ہم صرف ابوالوفا المبشر بن فاتک[۳۵] سے واقف ہو سکے ہیں۔ جو اصلاً دمشقی تھے۔ مگر ابن الہیثم کی طرح یہ بھی مصر میں مقیم ہو گئے تھے۔ اپنے زمانے کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے ابن الہیثم سے علوم ریاضیات میں بہت کچھ سیکھا تھا۔

ابن الہیثم کی ان کثیر تصانیف میں سے اس وقت کم باقی رہ گئی ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابن الہیثم کا یہ قیمتی سرمایہ کدھر گیا۔ وہ اس جہاں سے کیسے ناپید ہو گیا۔ اس کی کئی وجوہ ہیں:

ا - ایک تو وہی جو مسلمانوں کی دوسری کتب کے ضیاع کے متعلق بتائی جاتی ہے یعنی ہلاکو خان کے حملے، اندلس سے مسلمانوں کے خروج اور دیگر آفات کے سبب مسلمانوں کی بہت سی تالیفات نذرِ آتش کی گئیں یا تلف ہو گئیں۔

ب - دوسری وجہ یہ بھی ممکن ہے کہ ابن الہیثم کی کتب کی نقلیں صرف ان ہی حضرات نے لی ہوں جو صرف ان علوم سے دلچسپی رکھتے تھے۔ اور وہ بہرحال گنے چنے تھے، لہٰذا ابن الہیثم کی کتابوں کی نقلیں ہی کم ہو سکیں جو امتدادِ زمانہ کے ساتھ خود بخود ختم ہو گئیں۔

ج - ان کتب کے ناپید ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ابن الہیثم نے جن میدانوں میں اپنی جولانی طبع دکھائی تھی ان سے بعض متعصب مسلمانوں اور غیر مسلموں کو سخت کد تھی۔ وہ اپنی ناسمجھی کی بنا پر ان کتب کو کفر و الحاد کا داعی، اور بنا بریں قابلِ تلف سمجھتے تھے۔ چنانچہ ابن المارستانیہ کے عمل شنیع کی مثال موجود ہے، جس نے پہلے تو سائنسی علوم کو وجہ کفر ثابت کرنے کے لئے بغداد کے ایک چوراہے پر عوام کے سامنے ایک لیکچر دیا، پھر ابن الہیثم کی علم ہیئت پر کتاب میں شامل اشکال کا تمسخر اڑایا اور بالآخر اس کا ورق ورق الگ کر کے نذرِ آتش کر دیا[۳۶]۔ اگرچہ الحکیم یوسف السبتی

---

۳۵ - حالات کے لئے دیکھئے: طبقات الاطباء از ابن ابی اصیبعۃ ط بیروت، ۱۹۵۷ء ج ۳ ص ۱۶۲ و مابعد۔

۳۶ - اخبار الحکماء، ص ۲۲۹ -

الاسرائیلی نے ابن المارستانیہ کو مدلّل جواب دیا اور اسے بتایا کہ یہ کتاب تو قربِ الٰہی کا سبب ہے۔ مگر الحکیم یوسف جیسے حضرات کا نمود کم تھا۔ چنانچہ ابن المارستانیہ نے اسی طرح اور بھی کئی کتابیں ضائع کیں۔ اور ان افکار کے حاملین کو بھی اذیتیں دلوائیں۔ ۳۷ے

مذکورہ وجوہ کے باوجود ابن الہیثم کی جو کتابیں باقی رہ گئیں ان میں سے بہت کم طبع ہوئیں اور بیشتر ابھی تک غیر مطبوعہ پڑی ہیں۔ کسی مؤلف کی خوش قسمتی ہے کہ اس دورِ طباعت میں اس سے دلچسپی رکھنے والے پیدا ہو جائیں۔ جن مصنفین کو ایسے محافظ میسر آ گئے ان کی بہت سی کتابیں طباعت نے زندہ کر دیں، لیکن ابن الہیثم دوسرے گروہ میں ہیں جن کی طرف ابھی بہت کم التفات ہو سکا ہے۔ اور اگر دیکھا جائے تو یہ بھی اہلِ یورپ کے بعض علماء کی نشاندھی کا نتیجہ ہے۔ ابن الہیثم سے ایک عربی دان مسلم جس طرح استفادہ کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا، چنانچہ مسلمان جس سرعت سے ابن الہیثم کی کتب کو زیورِ طباعت سے آراستہ کر سکتے ہیں اہلِ یورپ اپنے وافر ذرائع کے باوجود اتنی تیزی سے ان کے رسائل و کتب کو اصل زبان میں طبع نہ کر سکے۔

۴

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابن الہیثم کی تالیفات کا تجزیہ کر کے واضح کیا جائے کہ اس نے کب، کیا اور کیوں لکھا۔ اور اس کی تالیفات کی کیا خصوصیات ہیں؟

جس عہد میں ابن الہیثم نے آنکھیں کھولیں وہ دَور نہ صرف ادب عربی اور لغت کے اعتبار سے اہم تھا بلکہ فلسفہ، علومِ عقلیہ اور دیگر تحریکات کی نشو و نما کا زمانہ بھی تھا۔ طالب علمی کے دَور میں اسے جس قسم کی کتاب بھی مل جاتی وہ اس کا مطالعہ کر لیتا، چنانچہ علمائے یونان کی سائنس سے متعلق موضوعات پہ مختلف کتابیں، اصولِ اقلیدس، مخروطاتِ اپولونیوس، مقالاتِ ارشمیدس مشتمل بر مراکز الأثقال اور المرآۃ المحرقہ کا مطالعہ کیا۔ اقلیدس اور بطلیموس کی کتب کو جن میں علم مناظر پر بھی کچھ کتابیں تھیں بغور دیکھا، بطلیموس کی کتاب المجسطی کا مطالعہ بھی کیا۔ نیز ان پر مسلمانوں کے اضافہ سے بھی باخبر رہا۔ پھر ابن الہیثم نے فلسفہ اور اس کے فروغ کا مطالعہ کیا۔ ارسطو کی کتب پڑھیں، طب میں جالینوس کی تالیفات کو سامنے

۳۷۔ اخبار الحکماء۔ ص ۲۲۹۔

رکھا، ابن الہیثم نے صرف ان کتب کا مطالعہ ہی نہیں کیا بلکہ ان کی تلخیصات اور شرحیں بھی لکھیں۔ اور آخرکار انہی میدانوں میں مستقل رسالے تصنیف کرنے لگے۔ تلخیص و شرح کی مشق کے دوران ابن الہیثم کی اپنی شخصیت بھی نشوونما پاتی رہی تاآنکہ وہ ایک ماہر طبیعیات کی حیثیت سے ظاہر ہوئے۔ ان کے ابتدائی دور کی تصانیف بڑی آسانی سے الگ کی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ اس عہد میں ابن الہیثم نے دفاعی حیثیت اختیار کی تھی۔ مندرجہ ذیل کتب و رسائل ان کی اسی عہد کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں؛

۱۔ فی الرد علی یحییٰ النحوی ما نقضه علی ارسطوطالیس وغیرہ من اقوالهم فی السماء والعالم۔

۲۔ رسالة الی بعض من نظر فی هذا النقد فشك فی معان فیه۔

۳۔ الرد علی ابی الحسن بن علی بن العباس بن غسانجس نقضه آراء المنجمین۔

۴۔ جوابه علی رد ابی الحسن علی معارضیه۔

۵۔ مقالته فی الرد علی ابی هاشم رئیس المعتزلة ما تكلم به علی جوامع كتب السماء والعالم لارسطوطالیس۔

اسی طرح بعض دیگر رسائل جن میں ابن الہیثم نے مختلف علماء کی تنقیص کی ہے یا فلسفہ و منطق و طبیعیات سے متعلق دریافت کئے جانے والے سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔ مثلاً

۱۔ فی تباین مذهب الجبریین والمنجمین۔

۲۔ فی ان البرهان واحد۔

ایسے ہی علم ریاضیات اور تعلیمی میدان میں بھی قدماء کی پیروی میں اس کی کتب پائی جاتی ہیں۔ مثلاً

۱۔ کتاب الجامع فی اصول الحساب۔ اس کتاب میں وارد تمام اصول انھوں نے اقلیدس سے لئے ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے خود کہا ہے۔ [۳۸]

۲۔ فی الاصول الهندسة والعددية۔ یہ بھی اقلیدس اور ابولونیوس کے اصولوں سے مستخرج ہے۔

۳۔ کتاب فی حل شك علی اوقلیدس فی المقالة الخامسة من کتابه۔

۴۔ رسالة فی برهان الشكل الذی قدمه ارشمیدس فی قسمة الزاوية ثلاثة اقسام۔

۳۸۔ طبقات الاطباء۔ ص ۱۵۴۔

اسی ضمن میں وہ سات تعلیمی مسائل کے جوابات بھی ہیں جو ابن الہیثم سے بغداد میں پوچھے گئے تھے۔

ابن الہیثم کی بعض تالیفات پر مقامی اثرات بھی پائے جاتے تھے، جیسے:

۱۔ فی استخراج سمت القبلۃ۔

۲۔ فیما تدعو الیہ حاجۃ الامور الشرعیۃ من الامور الھندسۃ۔

۳۔ فی تفضیل الاھواز علی بغداد۔

ایسے ہی ان کی بعض تالیفات پر تطبیقی اثرات بھی نمایاں ہیں، جیسے:

۱۔ مقالۃ فی استخراج ما بین بلدین فی البُعد بجھۃ الامور الھندسیۃ۔

۲۔ مقالۃ فی اجراءات الحفور والأبنیۃ بجمیع الاشکال الھندسیۃ۔

ابن الہیثم کی زندگی عمل سے بھری ہوئی تھی۔ وہ صرف نظریہ (THEORY) کے حامل نہ تھے بلکہ عملی (PRACTICAL) بھی تھے۔ ان کی تالیفات سے انجنیئرنگ کی مہارت کا بھی علم ہوتا ہے، چنانچہ اس پہلو کو ابن القفطی[۳۹]، بیہقی[۴۰] اور الانصاری[۴۱] نے واضح کیا ہے:

ابن الہیثم کی کتاب فی المساحۃ ان کی اس مہارت کی بین ذلیل ہے۔

علم مساحۃ کی تعریف الانصاری نے یوں کی ہے:

علم یتعلم منه مقادیر الخطوط والسطوح والاجسام، ما یقدرھا من الخط والمربع والمکعب ومنفعته جلیلة فی أمر الخراج وقسمة الارضین وتقدیر المساکن وغیرھا۔[۴۲] یہ ہیں ابن الہیثم کی علمی زندگی کے پہلے پہل کے کھیل۔

۳۹۔ اخبار الحکماء۔ ص ۱۶۵۔

۴۰۔ تتمہ صوان الحکمۃ۔ ط لاھور ۱۳۵۱ھ ص ۷۷۔ اس میں بیہقی کہتے ہیں:

قد صنف (ابن الھیثم) کتابا فی الحیل بین فیه حیلة اجراء نیل مصر عند نقصانه فی المزارع۔

۴۱۔ کتاب ارشاد القاصد الی اسنی المقاصد۔ ط قاھرۃ ۱۳۱۸ھ

۴۲۔ ابن الھیثم وکشوفه البصریۃ۔ ج ۱ ص ۱۶۔

۵

جس وقت مسلمان مشرق و مغرب میں شمعِ علم فروزاں کئے ہوئے تھے یورپ کی مختلف اقوام خوابِ غفلت میں پڑی تھیں۔ یورپ کی نشأۃ ثانیہ سے پیشتر اہلِ یورپ کے طلباء اکتسابِ علم کی خاطر قرطبہ، اشبیلیہ، دمشق، بغداد اور مسلمانوں کی دوسری یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر کے اپنے وطن میں خدمات انجام دیتے۔ اہلِ یورپ نے عربی زبان کی تعلیم پر خاطر خواہ توجہ دی۔ عربی کتب کا ترجمہ یورپ کی مختلف زبانوں میں ہونے لگا۔ انہی تراجم نے اہلِ یورپ کو خوابِ غفلت سے جھنجوڑا اور ان میں بیداری کی لہر پیدا کر دی۔ یورپ کے علماء نے مسلمانوں کی تالیفات سے متاثر ہو کر پہلے تو ان کی شرحیں لکھیں پھر ان کی خوشہ چینی کی اور بالآخر ان پر اضافے کرنے لگے۔ چنانچہ بارھویں صدی عیسوی کے اواخر تک عربی کتب کے تراجم تمام یورپ میں عام ہو چکے تھے۔ سائنسی علوم کی طرف خصوصی توجہ دی جانے لگی۔ اسی عرصہ میں ابن الہیثم کی کتاب المناظر کا لاطینی زبان میں کئی مرتبہ ترجمہ ہوا حتیٰ کہ عام بولیوں میں بھی ترجمہ کیا گیا۔ [۴۳]

کتاب المناظر کے علاوہ ابن الہیثم کے اور بھی کئی رسائل کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا[۴۴]۔ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب المناظر کے عبرانی ترجمے کا وجود نہ تھا، تاہم یہودیوں کے ہاں لاطینی ترجمہ یا اصل عربی کی وجہ سے یہ کتاب اچھی خاصی معروف تھی۔ علم بصریات میں یورپی عالم وایتلو (۱۲۲۰–۱۲۷۰ء) نے ایک کتاب L'OPTIQUE لکھی جس میں اس نے بطلیموس صاحب المجسطی اور ایک عرب مؤلف کی کتاب کے لاطینی ترجمے سے فائدہ اٹھایا[۴۵]۔ جو ظاہر ہے ابن الہیثم کی کتاب المناظر تھی۔ اتنے اہم اور عمدہ مآخذ کے

۴۳۔ الدومیلی: العلم عند العرب، مترجم عبدالحلیم النجار وغیرہ ط القاہرہ ۱۹۶۲ء ص ۲۰۷، کتاب المناظر کا ترجمہ اطالوی زبان میں بھی ہوا تھا جو تقریباً اسی عہد کے لگ بھگ ہے مگر کس سن میں ہوا؟ اس کا پتہ لگانا مشکل ہے (دیکھئے: حضارۃ العرب از لی بون مترجم عادل زعتیر ص ۴۷۳۔)

۴۴۔ العلم عند العرب، ص ۲۰۷۔

۴۵۔ مصطفےٰ نصیف بک: ابن الہیثم وکشوفہ البصریۃ ط القاہرہ ۱۹۴۲ء ج ۱ ص ۱، SORTON: INTRODUCTION TO THE HISTORY OF SCIENCES, 1950, BALTIMORE VOL. 2. P. 761

باوجود واُٹلو کی کتاب ابن الہیثم کی کتاب سے بہتر نہ تھی۔[46]

جیرارڈی کریمونا GERHARD DE CREMENA (۱۱۱۴-۱۱۸۷ء) نے ابن الہیثم کے ایک رسالے کا، جو شفق پر تھا، ترجمہ لاطینی زبان میں DE CREPUSCULIS ET NUBIUM ASCENSIONIBUS کے عنوان سے کر کے اسی فن کی ایک دوسری کتاب DE CREPUSCULIS DE PEDRO NONES کے ساتھ لشبونہ (LISBON) سے ۱۵۴۲ء میں طبع کیا[47]۔ اس کے تیس سال بعد یعنی ۱۵۷۲ء میں رزنر (RISNER) متوفی ۱۵۸۰ء نے ابن الہیثم کے رسالۂ شفق کو واٹیلو کی معروف کتاب L'OPTIQUE کے ساتھ ملا کر چھاپا۔ اور ساتھ ہی ابن الہیثم کی کتاب المناظر کا لاطینی ترجمہ بعنوان OPTICAL THESAURUS ALHAZENI ARABIS بھی باسل (BASLE) سے شائع کر دیا[48]۔ کتاب المناظر کا یہ دوسرا ترجمہ تھا۔ اس کا پہلا ترجمہ واُٹلو نے استعمال کیا۔ اس لئے کہ واُٹلو کی کتاب جس پر ابن الہیثم کے نظریات واضح طور پر اثر انداز تھے۔ برنبرگ (BURANBERG) سے ۱۵۳۵ء میں پہلی بار چھپی تھی[49]۔ ظاہر ہے کتاب المناظر کا ترجمہ نہ صرف اس سے پہلے ہو چکا تھا بلکہ عام بھی تھا۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ کتاب المناظر کا سب سے پہلے ترجمہ رزنر نے کیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے اسے صرف ایڈٹ کیا تھا۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا (مطبوعہ ۱۹۵۱ء) میں ہے کہ کتاب المناظر کا لاطینی ترجمہ واُٹلو (۱۲۷۰ء) نے کیا تھا۔ مگر ۱۵۷۲ء میں رزنر نے چھاپا تھا۔ جب رزنر نے کتاب المناظر کے لاطینی ترجمے کا مقابلہ واُٹلو کی L'OPTIQUE سے کیا تو اس پر پوری طرح عیاں ہو گیا کہ واُٹلو نے کافی حد تک ابن الہیثم (ALHAZEN) کی خوشہ چینی کی ہے[50] پریسٹلے (۱۷۳۳-۱۸۰۴ء)

۴۶- SARTAN, VOL.2, P.23

۴۷- العلم عند العرب، ص ۲۰۸- ۴۸- ایضاً -

۴۹- دیکھئے پولینڈ کے ڈاکٹر پاول سارتوریسکی (DR. PAWEL CZARTORYSKI) کا وہ پیغام جو ابن الہیثم کی ہزار سالہ برسی منعقدہ ہمدرد فاؤنڈیشن میں پڑھا گیا۔

۵۰- مصطفیٰ نظیف بک: ابن الہیثم وکشوفتہ البصریۃ ج ۱ ص ۲۔

نے تو وا تلو کو محض بندر کی مانند نقال کہا ہے[۵۱]

یہ عجیب بات ہے کہ ابن الہیثم کی یہ کتاب کافی عرصہ تک مجہول المؤلف رہی، اور کسی نے اس کے صحیح مصنف کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جرمن مستشرق بروکلمان (BROCKALMANN) نے پیرس میں حسن بن شاکر کی کتاب المناظر کے مخطوطے کو ابن الہیثم کی کتاب المناظر سمجھتے ہوئے رزنر کی ایڈٹ کردہ OPTICAE THESAURUS سے مقابلہ کیا، تو اُسے کوئی موافقت نظر نہ آئی۔ اپنے مفروضے کے باعث اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ رزنر کی ایڈٹ کردہ OPTICAE THESAURUS ابن الہیثم کی کتاب المناظر کا ترجمہ نہیں ہے۔ یورپ میں بہت سے اہلِ علم یہ یقین کر بیٹھے کہ یہ ترجمہ الخازن نامی ایک دوسرے مؤلف کی کتاب کا ہے اور اسے ابن الہیثم کی کتاب المناظر سے کوئی واسطہ نہیں۔ مگر اس کے کچھ عرصہ بعد ایک دوسرے جرمن مستشرق ویدمان (WIEDMANN) کو اچانک ۱۸۷۶ء میں لائیڈن کے ایک کتب خانے میں تنقیح المناظر لذوی الابصار والبصائر از کمال الدین ابوالحسن الفارسی (متوفی ۱۳۲۰ء) کا مخطوطہ ہاتھ لگ گیا۔ اس نے اس مخطوطے کا OPTICAE THESAURUS سے مقابلہ کیا تو ان دونوں میں کافی مطابقت پائی۔ وہ اس دریافت پر بہت خوش ہوا۔ اس کے مطالعہ کے مطابق بجز چند مقامات کے جو ابوالحسن الفارسی کی شرح کے ہیں بقیہ تمام کتاب ابن الہیثم کی کتاب کے مطابق تھی۔ چنانچہ اس نے ابن الہیثم کی کتاب المناظر پر ایک جامع مضمون لکھا اور تنقیح المناظر سے مقابلہ بھی کیا۔ اور ساتھ ہی تنقیح المناظر کے کچھ حصے جرمن ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیئے[۵۲]۔ یوں اہلِ یورپ کو علم ہوا کہ وہ کتاب جو قرونِ وسطیٰ سے فن بصریات میں اہلِ علم کی مرجع چلی آ رہی تھی دراصل ابن الہیثم کی کتاب المناظر تھی[۵۳]۔

۵۱۔ P. BODE: DIE ALHAZENISCHE SPIEGEL AUFGABE, 1893
بحوالہ مصطفیٰ نصیف بک، ابن الہیثم وکشوفتہ البصریۃ ج ۱ ص ۲۔

۵۲۔ مصطفیٰ نصیف بک: ابن الہیثم وکشوفتہ البصریۃ ج ۱ مقدمہ۔

۵۳۔ WIEDMANN, ZU IBN AL HAITHAMS OPTIK, PUBLISHED IN ARCHEV FOR THE HISTORY OF NATURAL SCIENCES, VOL, iii, 1910, P P. 1-5
نیز اس تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں: ابن الہیثم وکشوفتہ البصریۃ از مصطفیٰ نصیف بک ج ۱ ص ۲-۴۔

کتاب المناظر کے علاوہ ابن الہیثم کی کئی کتابوں اور رسالوں کا یورپ کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ تیرھویں صدی عیسوی کے اواخر میں ابن الہیثم کی کتب کی طرف اتنی توجہ ہو چکی تھی کہ کاسٹائل (CASTILE) کے حاکم الفانسو دہم (۱۲۵۲ - ۱۲۸۴ء) نے ابراھام الطلیطلی کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ دیگر کتب کے علاوہ ابن الہیثم کی کتاب "فی ھیئۃ العالم" کا عربی سے ہسپانوی میں ترجمہ کرے۔ ابراہام کے اس ترجمے سے پھر لاطینی میں LIBRE DE MONDO ET COCLO DE MOTI BUSPLANETERUM کے عنوان سے ایک دوسرا ترجمہ کیا گیا۔[۵۴] ابراہام الطلیطلی نے ابن الہیثم کی کئی اور کتابوں کا براہِ راست عربی سے ہسپانوی یا لاطینی میں ترجمہ کیا۔[۵۵]

یعقوب بن ماہر بن تبون (JACOB B. MAHIR B. TIBBON) نے مذکورہ بالا کتاب فی ھیئۃ العالم کا تیرھویں صدی کے نصف آخر (۱۲۷۵ء یا ۱۲۷۱ء) میں براہِ راست عربی سے عبرانی زبان میں ترجمہ کیا۔[۵۶] اس عبرانی ترجمے سے ابراہام آف بلیمز (IBRAHEM DE BLAMES) متوفی ۱۵۲۳ء نے پندرھویں صدی کے نصف آخر میں لاطینی میں ترجمہ کیا۔[۵۷]

اس امر کا امکان ہے کہ اصولِ اقلیدس کی شرحیں جو ابن الہیثم اور الفارابی نے کی تھیں، ان کے موسیٰ بن تبون (MOSES BEN TIBBON) نے عبرانی زبان میں ترجمے کئے تھے۔[۵۸]

- فی ھیئۃ العالم کا اصل عربی سے عبرانی میں ایک ترجمہ سلمان بن پیٹر (SOLOMON.B. PETER) نے تقریباً اسی عہد میں کیا تھا۔[۵۹] اس کتاب کا ایک ترجمہ فارسی میں اور ایک کاسٹیلین (CASTILIAN)

۵۴- SARTON : VOL.2, P. 835; E.A. MYERS, ARABIC THOUGHT AND THE WESTERN WORLD, NEW YORK, 1964, P.108.

۵۵- الدومیلی: العلم عند العرب، ص ۲۷۳، - ، SARTON : VOL 2, P. 844,

۵۶- SARTON: VOL.I. P.254; VOL2, P.844, 851; E.A. MYERS: P.111

۵۷- SARTON : VOL .2 . P. 844

۵۸- SARTON : VOL. 2, P.849

۵۹- E.A. MAYERS : P.119; SARTON : VOL. 3, PART I, P. 130.

زبان میں بھی ہوا تھا۔ ٦٠

- اوپر کہیں تذکرہ ہوچکا ہے کہ ابن الہیثم کے ایک رسالہ کا ترجمہ جو شفق پر تھا، جیرارڈی کریمونا نے کیا تھا۔ ٦١
- ایک جرمن مستشرق برمان (BÄRMANN) نے، جو ابن الہیثم کے کارناموں سے بہت دلچسپی رکھتے تھے، مقالہ فی الضوء (ABHANDLUNG ÜBER DAS LIGHT) مع جرمن ترجمہ کے جرمن مستشرقین کے مشہور رسالے Z.D.M.G. کی جلد ۳۶ میں ۱۸۸۲ء میں لائپزگ سے طبع کرایا۔ یہ مقالہ بعد میں قاہرہ سے ۱۹۲۷ء میں دوبارہ چھپا۔ ٦٢
- جان جاک سدیو SIDILLOT (۱۷۷۷ - ۱۸۳۲ء) ابن الہیثم کی کتب سے دلچسپی رکھتے تھے۔ انہوں نے علم ریاضی پر ابن الہیثم کے چند رسائل کا فرانسیسی میں ترجمہ کیا۔ مگر اُسے چھپوانے تک موت نے مہلت نہ دی۔ چنانچہ اس کے بعد اس کے بیٹے لوئیس (۱۸۰۸-۱۸۷۶ء) نے ان مترجمہ رسائل کو ۱۸۳۴ء میں طبع کروا دیا تھا۔ ٦٣
- سن ۱۸۹۴ء میں زوتر (SUTER) نے مقالہ فی تربیع الدائرہ کا جرمن ترجمہ (DIE KREISQUADRATUR) ایک سلسلہ مطبوعات METHMATIK UND PHYSIK کی جلد نمبر ۴۴ میں طبع کرایا تھا۔ ٦٤
- ویدمان نے ۱۹۰۷ء میں ابن الہیثم کا رسالہ فی کیفیۃ الأظلال (ÜBER DIE BESCHAF-FENHEIT DER SCHATTEN) کا مختصر ترجمہ BEITRAGE ZU GESCHICHTE DER NATURWISSEVSCHAFT کی جلد نمبر ۱۳ میں

٦٠- ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (NEW EDITION) ART IBN AL-HAITHAM

٦١- العلم عند العرب، ص ۲۰۸-

٦٢- ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (NEW EDITION) ART. IBN AL-HAITHAM

٦٣- العقیقی: المستشرقون ط قاہرۃ ۱۹۶۴ء ص ۱۷۷-

٦٤- SARTON: VOL. I, P. 720.

طبع کرایا۔[۶۵]

- اس کے بعد ۱۹۰۹ء میں ویدمان نے مذکورہ بالا سلسلہ مطبوعات کی جلد نمبر ۱۷ میں ابن الہیثم کے رسائل: فی المکان (ÜBER DEN ORT ODER RAUM)، فی مسئلۃ عددیۃ (ÜBER EIN ZAHLEN PROBLEM)، فی شکل بنی موسیٰ (ÜBER EINEN SATZ DER BANNE MUSA)، فی اُصول المساحۃ (ÜBER DIE ELEMENTE DES AUSMESSUNG) کے اقتباسات طبع کئے۔[۶۶]
- فی المرایا المحرقۃ بالقطوع (ÜBER PARABOLISCHE HOHLSPIEGEL) کا جرمن ترجمہ ہائی برگ (HEIBERG) اور ویدمان دونوں نے بالاشتراک BIBLIOTHECAE METHAMATICAE کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳ کی جلد ۱۰، ۱۹۱۰ء میں طبع کیا۔[۶۷]
- مندرجہ بالا سلسلہ مطبوعات کی جلد نمبر ۱۰ ہی میں ویدمان نے رسالۃ فی المرایا المحرقۃ بالدوائر (ÜBER SPHÄRISCHE HOHLSPIEGEL) بھی طبع کرایا۔[۶۸] ان کے علاوہ دو اور رسائل: صورۃ الکسوف اور ضوء الکواکب کو ویدمان نے ۱۹۱۴ء میں جرمن زبان میں منتقل کیا تھا۔[۶۹]
- مقالہ: "فی انّ الکرۃ اوسع الاشکال المجسمۃ التی احاطہ متسادیۃ وانّ الدائرۃ اوسع الاشکال المسطح التی احاطہ متسادیۃ" کو دلگن (H. DILGAN) نے ۱۹۵۹ء میں جرمن ترجمے اور تشریح کے ساتھ ACTES IXᴱ CONGRES INTERNATIONAL D'HIST. (DES SCIENCES) میں چھاپا ہے۔[۷۰]
- زوتر نے ۱۹۱۲ء میں ابن الہیثم کا رسالہ مساحۃ الجسم المکافی (ÜBER DIE AUSMESSUNG DES PARABOLIDES) مع ترجمہ و شرح (BIBLIOTHECAE

۶۵۔ اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ: ابن الہیثم۔

۶۶۔ ایضاً۔ ۶۷۔ ایضاً۔ ۶۸۔ ایضاً۔

۶۹۔ مصطفیٰ نصیف بک: ابن الہیثم وکشوفہ البصریۃ۔ ج ۱ مقدمہ، ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (NEW EDITION), ART: IBN AL-HAITHAM.

۷۰۔ ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (NEW EDITION), ART: IBN AL-HAITHAM.

MATHEMATICAE کے سلسلہ مطبوعات نمبر ۳ کی جلد نمبر ۱۲ میں چھاپا۔[۷۱]

- کارل شائی (C. SCHAY) نے "فی ارتفاع القطب" نامی رسالہ کا ۱۹۲۰ء میں جرمن میں ترجمہ کیا۔ اور "فی استخراج سمت القبلۃ" (ÜBER DIE BESTIMMUNG DER RICH-TUNG DER QIBLA) کا ترجمہ Z.D.M.G کی جلد نمبر ۷۵ (۱۹۲۱ء) میں چھپوایا۔[۷۲]
- مذکورہ بالا جرمن مستشرق شائی ہی نے رسالہ؛ ماھیئۃ الأثر الذی علی وجہ القمر (ÜBER DIE NATUR DER SPUREN (FLECKEN) DIE MAN AUF DIE OBER-FLACHE DES MONDES SUCHT) بمقام ہان اُوور (HANNOVER) سے ۱۹۲۵ء میں طبع کیا۔[۷۳]
- جرمن مستشرق SCHRAMM نے بھی ایک رسالہ فی المکان والزمان غالباً ۱۹۶۸ء میں مع ترجمہ چھپوایا ہے۔

جہاں تک ہمیں علم ہے اس مصنف کی مشہور و معروف کتاب المناظر اصل حالت میں آج تک نہ یورپ سے چھپی ہے اور نہ مشرق سے۔ ہاں اس کے کچھ اقتباسات مختلف سے چھپتے رہے ہیں۔ البتہ متن میں کچھ کمی اور شرح کے ساتھ یہ کتاب حیدرآباد دکن (ہندوستان) سے چھپ چکی ہے۔ تنقیح المناظر لذوی الابصار والبصائر[۷۴] از کمال الدین ابوالحسن الفارسی متوفی ۷۲۰ھ/۱۳۲۰ء مذکورہ مقام سے ۱۳۴۷ھ میں چھپی ہے۔ اس کے آخر میں یہ رسائل بھی چھپے ہیں:

۷۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ : ابن الہیثم۔

۷۲۔ SARTON : VOL. I, P. 720.

۷۳۔ ایضاً۔

۷۴۔ یہ کتاب المناظر ابن الہیثم کی شرح ہے۔ اس میں ابن الہیثم کی بات کو "قال" سے اور شارح نے اپنے قول کو "اقول" سے شروع کیا ہے۔ الفارسی نے اس میں کتاب المناظر کی بیک وقت شرح، تعلیق، استدراک اور نقد کیا ہے۔ بعض مقامات پر ابن الہیثم کے اقوال کو اختصار سے اور کہیں تفصیل کے ساتھ درج کیا ہے۔ الفارسی نے بعض امور میں ابن الہیثم کے خیالات پر اضافہ بھی کیا ہے۔

۱۔ فی الکرۃ المحرقۃ ۔ ۲۔ فی الأثرین ۔

۳۔ فی الاظلال ۔ ۴۔ فی صورۃ الکسوف ۔

یہ رسائل دراصل ابوالحسن الفارسی کی زبان میں ابن الہیثم ہی کے رسائل ہیں۔

ان کے علاوہ حیدرآباد دکن ہی سے مشہور مستشرق کرنکو کی زیرِ نگرانی ابن الہیثم کے مندرجہ ذیل رسائل طبع ہو چکے ہیں :-

۱۔ فی أضواء الکواکب ۔ ۲۔ الضوء ۔

۳۔ المرایا المحرقہ بالقطوع ۔ ۴۔ المرایا المحرقہ بالدوائر ۔

۵۔ المکان ۔ ۶۔ شکل بنی موسیٰ ۔

۷۔ المساحۃ ۔ ۸۔ ضوء القمر ۔

یہ رسائل تو ۱۳۵۸ھ میں چھپے ہیں مگر ایک رسالہ: فی خواص المثلث من جہۃ العمود ۱۳۶۶ھ میں چھپا ہے۔ان سب رسائل کا اُردو ترجمہ ہمدرد فاؤنڈیشن نے حال ہی میں شائع کیا ہے ۔

٦

ابن الہیثم کی مطبوعہ کتب کے بارے میں جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ اوپر بیان کیا گیا۔اب ہم ان کے مختلف مخطوطات کے بارے میں عرض کریں گے ۔

۱۔ ابن الہیثم کی کتب کے مخطوطات جو دنیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں ۔ بروکلمان نے انھیں اپنی کتاب GESCHICHTE DER ARABISCHE LITRATUR کی پہلی جلد کے صفحات ٦١٨ تا ٦١٩ ، اور اس کے ضمیمہ کی جلد نمبر ۱ کے صفحات ۸۵۱ - ۸۵۴ اور ضمیمہ کی جلد نمبر ۳ کے صفحہ نمبر ۱۲۴۰ پر پوری تفصیل سے بیان کیا ہے ۔[۷۵]

۲۔ چیسٹر بیٹی (CHESTER BEATY) لائبریری ڈبلن میں بھی مندرجہ ذیل مخطوطات موجود ہیں :

۷۵۔ یہ کتاب بریل سے چھپی ہے۔مگر سنِ طباعت الگ الگ ہے۔کتاب کی پہلی جلد ۱۹۳۴ء، ذیل کی پہلی ۱۹۳۷ء اور ذیل کی تیسری جلد ۱۹۴۲ء کا ایڈیشن ہے ۔

ا - مقالة فی کیفیات الرصاد - [۷۶]

ب - مقالہ فی التحلیل والترکیب - [۷۷]

۳ - استنبول میں عربی مخطوطات کا ذخیرہ دنیا بھر کے عربی مخطوطات کے ذخائر سے زیادہ ہے۔ یہاں بھی ابن الہیثم کی کتابوں کے بہت سے مخطوطات ہیں۔ ان مخطوطات کے بارے میں اگرچہ بروکلمان نے بھی نشان دہی کی ہے مگر ہ۔ دلگن (H. DILGAN) نے خاص طور پر ۱۹۵۵ء میں استنبول کے رسالہ BULLETIN OF TECHNICAL UNIVARSETY OF ISTANBUL کی جلد نمبر ۸ کے صفحات ۳۶ تا ۴۱ میں پوری تفصیل دی ہے۔

۴ - ان کے علاوہ ابن الہیثم کے ایک رسالہ: تربیع الدائرہ کا ایک مخطوطہ کتب خانہ دانش ملی طہران میں بھی موجود ہے۔ [۷۸]

۵ - دارالکتب المصریہ میں بھی ابن الہیثم کی کتابوں کے مندرجہ ذیل مخطوطات موجود ہیں:

ا - رسالة فی البحث عن حقائق الأمور الموجودة فی ماہیئة المکان - [۷۹]

ب - رسالة فی تربیع الدائرہ - [۸۰]

ج - رسالة فی سمت القبلة - [۸۱]

د - رسالة فی وجود خطین یقربان ولا یلتقیان - [۸۲]

۶ - اگرچہ ابن الہیثم کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ شاعر بھی تھے یا نہیں، تاہم ان کی طرف

---

۷۶ - فہرست عربی مخطوطات ج ۶ ص ۱۵ مجموعہ نمبر ۴۵۴۹ -

۷۷ - فہرست عربی مخطوطات ج ۳ ص ۶۰ مجموعہ نمبر ۳۶۵۲ -

۷۸ - فہرست کتاب خانہ دانش ملی (اہدائی آقا سید محمد شکوہ) ج ۳ حصہ دوم ص ۸۵۳/۸۵۴

۷۹ - فہرس مخطوطات دار الکتب المصریہ (۳۵ - ۶۵۵) ط الدار ج ۱ ص ۳۷۲ -

۸۰ - ایضاً - ج ۱ ص ۳۸۲ -

۸۱ - ایضاً - ج ۱ ص ۳۹۷ -

۸۲ - ایضاً - ج ۱ ص ۴۲۶ -

منسوب ایک رسالہ اسکوریال میں موجود ہے، جو قصیدہ عینیہ ہے اور اس کا موضوع منطقۃ البروج سے متعلق ہے۔ [۸۳]

اتنا بڑا سرمایہ جس شخص نے دنیائے سائنس کو دیا ہے اس کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے قدری طوغان لکھتے ہیں:

ویمکن القول ان ابن الهیثم هو من عباقرة العالم الذین قدّموا خدمات لا تثمن للعلوم۔ ومن یطلع علی مؤلفاته ورسائله تتجلی له المآثر التی أورثها إلی الأجیال التراث القیم الذی خلفه للعلماء والباحثین مما ساعد کثیراً علی تقدم الضوء الذی یشغل فراغاً کبیراً فی الطبیعة والذی له اتصال وثیق بأهم المخترعات والمکتشفات، والذی لولاه لما تقدم علماء الفلک والطبیعة تقدمها العجیب، تقدماً مکّن الإنسان من الاطلاع علی ما جری فی الأجرام السماویة من موحشات ومحیرات۔ [۸۴]

۸۳۔ علوم سائنس کا رسالہ ISIS کی جلد XVIII ص ۱۷۱ (۱۹۳۲ء)۔

۸۴۔ تراث العرب العلمی از قدری طوغان ط قاہرۃ ۱۹۶۳ء ص ۲۷-۲۹۔